OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی روایاتِ اخبارِ غیب: تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Hazrat Abū Bakrah Thaqafi's Traditions Regarding *Akhbār-e-Gaib:* A Research and Analytical Study

Sahib Din

Doctoral Candidate, Government College University Faisalabad

Professor Dr. Humayun Abbas

Dean Faculty of Islamic Studies & Oriental Learning, Government College University Faisalabad

Abstract

This research offers a detailed analytical study of the narrations of Hazrat Abu Bakrah Thaqafi (RA) concerning *akhbār al-ghayb*—the Prophet Muhammad's ﷺ divinely inspired foreknowledge of unseen realities. These narrations encompass predictions of socio-political upheavals, the rise and fall of empires, trials and tribulations (fitan), and the moral and spiritual decline of the Muslim community. Far from being mere reports of future events, they provided practical guidance for the Ummah, urging steadfastness, neutrality in civil strife, and preservation of essential Islamic sciences such as the Qur'an and *'ilm al-fara'id*. Hazrat Abu Bakrah (RA) emerges as a key transmitter of such traditions, which underscore the truthfulness of Prophethood, the miraculous nature of the Prophet's ﷺ knowledge, and his role in guiding the community across historical crises. The study highlights the prophetic characteristics (*khaṣā'iṣ al-nubuwwah*) manifested in these traditions—such as insight into hidden realities, accurate foretelling of historical events,

CC BY

and spiritual remedies for the Ummah—demonstrating that these narrations are not only evidence of divine connection but also a timeless source of intellectual, social, political, and spiritual guidance for Muslims throughout history and in contemporary times.

Keywords: Prophetic Foreknowledge, Rise and Fall of Empires, Islamic Eschatology, Truthfulness of Prophethood, Khasa'is al-Nubuwwah, Fitan (Trials and Tribulations)

تمہید

اسلامی عقائد میں ایمان بالغیب ایک بنیادی رکن کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن و سنت میں مستقبل میں پیش آنے والے واقعات، فتنوں اور علامات قیامت سے متعلق جو خبریں دی گئی ہیں، انہیں "اخبار غیب" یا "مغیبات" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ان غیبی خبروں کا بنیادی مقصد امت کو آنے والے چیلنجز سے آگاہ کرنا، انہیں ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنا اور حال کے اعمال کی اصلاح کے لیے رہنمائی فراہم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے متعدد ارشادات میں مستقبل کے احوال کی نشان دہی فرمائی، جنہیں صحابہ کرامؓ نے کمال دیانت اور احتیاط کے ساتھ اگلی نسلوں تک پہنچایا۔ صحابہ کرامؓ میں جن شخصیات نے مستقبل کے واقعات، خصوصاً فتنوں سے متعلق روایات کو کثرت سے نقل کیا ہے، ان میں حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث ثقفیؓ کا نام نمایاں ہے۔ آپؓ کا شمار کبار صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے۔ حضرت ابو بکرہؓ سے مروی احادیث کا ایک قابل ذکر حصہ ان غیبی خبروں پر مشتمل ہے جو انہوں نے براہ راست سرور کائنات ﷺ سے سنیں۔ ان روایات میں فتنوں کا ظہور اور مستقبل میں پیش آنے والے بعض مخصوص واقعات کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ یہ تحقیق نہ صرف حضرت ابو بکرہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی خدمات کے ایک اہم پہلو کو اجاگر کرے گی بلکہ امت مسلمہ کو فتنوں کے دور میں نبوی تعلیمات سے رہنمائی حاصل کرنے کا ایک مستند ذریعہ بھی فراہم کرے گی، اور آپؓ نے اخبار غیب کے باب میں کس قدر اہم اور مؤثر کردار ادا کیا، اور ان کی روایات نے کس طرح اسلامی تاریخ اور فکری ذخیرے کو غنی کیا۔

مبحث اول: حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کا تعارف

حضرت ابو بکرہؓ کا اصل نام نُفیع بن الحارث بن کلدہ بن عمرو بن علاج بن ابو سلمہ بن عبد العزیٰ بن غیرۃ بن عوف بن قسی (ثقیف) بن منبہ تھا، بصرہ میں جامع مسجد کے قریب ان کا گھر تھا اور ایک گھر سکہ اصطفانوس میں بھی تھا۔[1] حضرت ابو بکرہؓ کا اصل نام نفیع بن مسروق تھا، جبکہ بعض روایات میں ان کا نام مسروح بھی آیا ہے، کنیت ابو بکرہ تھی، ان کی والدہ کا نام سمیہ تھا، جو زندورد (ایک مقام) کی رہنے والی تھیں۔ کسریٰ ایران نے انہیں یمن کے بادشاہ ابو الخیر کو تحفے میں دیا تھا، جب ابو الخیر یمن واپس جارہے تھے، تو وہ راستے میں طائف میں بیمار ہو گئے، وہاں ان کا علاج الحارث بن کلدۃ نے کیا اور بدلے میں ابو الخیر نے سمیہ کو الحارث کو تحفے میں دے دیا۔[2] آپؓ زیاد بن ابی سفیان کے ماں شریک بھائی اور عرب کے مشہور طبیب حارث بن کلدہ ثقفی کے غلام تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا تو آپ ﷺ کے ایک منادی نے اعلان کیا: جو شخص قلعے سے اتر کر ہمارے پاس آجائے وہ محفوظ رہے گا اور جو غلام ہمارے پاس آجائے وہ آزاد ہو گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت قلعے کی

دیوار پر چڑھ کر نیچے اتر آئی، جن میں ابو بکرہ نفیع بن الحارثؓ بھی شامل تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو آزاد کر دیا۔ آپ ﷺ نے ان کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے حوالے کیا تاکہ وہ انہیں قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔[3] حضرت ابو بکرہؓ کے بارے میں کہا گیا: آپؓ تیئیسویں (23) آدمی تھے، جو طائف کے غلاموں کے ساتھ قلعے سے اتر کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا۔[4] رسول اللہ ﷺ نے ان کی حضرت ابو برزہؓ الاسلمی کے ساتھ مواخات (بھائی چارہ) قائم کی تھی۔[5] ثقفی قبیلے کے ایک شخص (حارث بن کلدہ ثقفیؓ) نے کہا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ابو بکرہؓ کو ہمارے حوالے کر دیں کیونکہ وہ ہمارا غلام تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا آزاد کردہ ہے، میں اسے تمہارے حوالے نہیں کروں گا۔[6] حضرت ابو بکرہؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد حارث بن کلدہؓ کی طرف نسبت چھوڑ دی اور کہا: میں رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہوں، حارث ثقفیؓ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکرہؓ نے ان کی میراث قبول نہیں کی۔[7] آپؓ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ رکھا ہے:۔

عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ۔"[8]
(نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے والد کے علاوہ کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا (حقیقی) والد نہیں ہے، تو جنت اس پر حرام ہے۔)

حضرت ابو بکرہؓ اس بات سے انکار کرتے تھے کہ وہ حارث کے بیٹے ہیں اور فرماتے تھے: میں دین میں تمہارا بھائی ہوں اور رسول اللہ ﷺ کا مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ابو بکرہ ہوں، اگر لوگ میرا نسب پوچھیں تو میں "نفیع بن مسروح" ہوں۔"[9] عبد العزیز بن ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: آپ کو ابو بکرہؓ کیوں کہا جاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو میں ایک بکرہ (چرخی یا رسی) کے ذریعے قلعہ سے نیچے اترا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا: تم کیسے نیچے اترے؟ میں نے عرض کیا: میں بکرہ کے ذریعے نیچے اترا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم ابو بکرہ ہو! اس کے بعد میری کنیت ابو بکرہ مشہور ہو گئی۔[10]

2۔ اسلامی عقائد میں ایمان بالغیب اور اخبار الغیب کی اہمیت:

ایمان بالغیب اور اخبار الغیب کا تصور اسلامی عقائد کا نہایت اہم اور بنیادی ستون ہے۔ ذیل میں ان دونوں تصورات کی وضاحت دلائل، عقلی و نقلی تشریحات کے ساتھ کی جارہی ہے۔

ایمان بالغیب کی تعریف واہمیت: ایمان بالغیب کا مطلب ہے: ان چیزوں پر دل سے یقین رکھنا جو انسان کی ظاہری حواس یا تجربے سے ماوراء ہوں، اور جنہیں صرف وحی کے ذریعے ہی جانا جا سکتا ہے۔ قرآنی دلیل: "الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ"[11] (جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔) (سورۃ البقرۃ: 3) یہ آیت قرآن مجید میں ایمان والوں کی پہلی صفت کے طور پر آئی ہے، جو اس کی بنیاد ہونے کی دلیل ہے۔[12]

ایمان بالغیب کی اقسام

1۔ اللہ پر ایمان (اللہ نظر نہیں آتا، مگر اس پر ایمان واجب ہے) 2۔ ملائکہ پر ایمان
3۔ یوم آخرت، جنت و جہنم، حساب و کتاب پر ایمان 4۔ وحی و نبوت پر ایمان
5۔ تقدیر پر ایمان: یہ تمام امور غیب سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان پر ایمان رکھنا ارکان ایمان میں شامل ہے۔

اخبار الغیب کی تعریف واہمیت

اخبار الغیب وہ خبریں ہیں جو: انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعہ عطا کی گئیں، اور وہ انسانی عقل و حواس سے بالاتر ہوتی ہیں۔ قرآنی دلیل: "عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا، إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِن رَّسُولٍ"[13] وہ غیب کا جاننے والا ہے، اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کرے۔) اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ غیب کا علم بذات خود صرف اللہ کے پاس ہے، البتہ وہ اپنے منتخب انبیاء کو اس کا کچھ حصہ بتادیتا ہے۔ ایمان بالغیب اور اخبار الغیب میں ایک گہرا تعلق ہے؛ ایمان بالغیب ایک عقیدہ ہے، جبکہ اخبار الغیب اس عقیدہ کی تفصیل و مظاہر ہیں جو انبیاء کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں۔ یعنی اخبار الغیب، ایمان بالغیب کی عملی تفصیل ہے۔[14]

3۔ حضرت ابو بکرہؓ کی روایات اخبار غیب کا تاریخی وفکری تناظر

حضرت ابو بکرہؓ کی بیان کردہ اخبار غیب پر مبنی روایات محض مستقبل کی پیشین گوئیاں نہیں ہیں، بلکہ یہ اسلامی تاریخ کے ایک انتہائی نازک موڑ پر امت کے لیے رہنمائی کا سامان ہیں۔ ان کا تاریخی پس منظر بصرہ کے سیاسی تلاطم، خصوصاً جنگ جمل، سے جڑا ہوا ہے، جہاں حضرت ابو بکرہؓ نے ان احادیث کو بیان کر کے اور خود ان پر عمل کر کے مسلمانوں کو خانہ جنگی کے تباہ کن اثرات سے بچانے کی کوشش کی۔ فکری اعتبار سے، ان روایات نے تقدیر کے جبر کے بجائے انسانی مسئولیت اور درست انتخاب کی اہمیت کو اجاگر کیا اور فتنوں کے دور میں سیاسی غیر جانبداری کے اصول کو ایک مضبوط شرعی بنیاد فراہم کی۔ یہ روایات نہ صرف روحانی بصیرت اور نبوی معجزات کو ظاہر کرتی ہیں بلکہ امت کو معاشرتی، سیاسی اور فکری رہنمائی بھی فراہم کرتی ہیں۔ آج بھی، جب امت مسلمہ داخلی انتشار اور گروہی تعصبات کا شکار ہے، حضرت ابو بکرہؓ کی یہ روایات ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہیں، جو مسلمانوں کو باہمی احترام اور خونریزی سے اجتناب کا درس دیتی ہیں۔

مبحث دوم: حضرت ابو بکرہؓ کی روایات اخبار غیب کا تحقیقی جائزہ

حضرت ابو بکرہؓ کی مرویات کا ایک بڑا حصہ فتنوں، سیاسی کشمکش اور آخرت کی علامات پر مبنی ہے۔

1۔ روایات کی صحت، تواتر اور فقہی مصادر میں مقام

ان کی کئی روایات صحیح الاسناد اور بعض حسن درجے پر ہیں۔ کتب فقہ واصول میں ان روایات کو بطور فقہی دلیل بھی قبول کیا گیا ہے (خصوصاً قیادت نسواں سے متعلق روایت پر کثیر بحث ہوئی ہے۔)، بعض روایات، جیسے علم میراث کے متعلق حدیث، حضرت ابو بکرہؓ سے منفرد سند کے ساتھ مروی ہے۔ ان کی روایات سیاسی فقہ، فتنوں کے اصول اور اصلاحی نظریات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

2۔ فتنوں اور قیامت کی علامات سے متعلق روایات

سرور کائنات ﷺ کا وحی الہٰی کی بنیاد پر ماضی اور مستقبل کے پردۂ غیب میں چھپے واقعات کی خبر دینا، آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی اور علم کے ربانی مصدر رہونے کی ایک روشن دلیل ہے۔ فتنوں اور قیامت کی علامات سے متعلق آپؐ کی مرویات درج ذیل ہیں:

i. حضرت ابو بکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بلاشبہ عنقریب فتنے برپا ہوں گے، سنو! پھر ایک ایسا فتنہ رونما ہو گا جس میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہو گا، اور اس میں چلنے

والا دوڑنے والے (یعنی تیزی سے حصہ لینے والے) سے بہتر ہو گا۔ سنو! جب وہ فتنہ نازل ہوں گے یا واقع ہوں گے تو جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس چلا جائے، جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے پاس چلا جائے، اور جس کے پاس زمین ہو وہ اپنی زمین میں مشغول ہو جائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے بتائیے کہ اگر کسی کے پاس نہ اونٹ ہوں، نہ بکریاں اور نہ زمین؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ اپنی تلوار لے کر اس کی دھار پتھر پر مار کر کند کر دے، پھر اگر بچ نکلنے کی استطاعت رکھتا ہو تو بچ نکلے۔ اے اللہ! کیا میں نے حق پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا؟ راوی کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگر مجھے زبردستی گھسیٹ کر ایک گروہ یا لشکر میں شامل کر دیا جائے، پھر کوئی شخص مجھے اپنی تلوار سے قتل کر دے یا کوئی تیر لگنے سے میں مارا جاؤں تو کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قاتل شخص اپنے گناہ اور تمہارے گناہ کا بوجھ لے کر اللہ کے حضور حاضر ہو گا اور جہنمیوں میں شمار ہو گا۔"[15]

☆ سرورِ کائنات ﷺ کا آنے والے فتنوں کی تفصیل کے ساتھ خبر دینا، ان کی نوعیت، شدت اور ان کے دوران مسلمانوں کے طرزِ عمل کی رہنمائی کرنا، یہ سب امورِ غیبیہ ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا فرمایا تھا۔ ان فتنوں کا اسی طرح رونما ہونا جیسا کہ آپ ﷺ نے خبر دی تھی، آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی پر ایک واضح دلیل ہے۔ تاریخ اسلام میں ایسے کئی ادوار آئے ہیں جن پر یہ حدیث صادق آتی ہے۔ فتنوں کے وقت مسلمانوں کو دی گئی ہدایات مثلاً کنارہ کشی، غیر جانبداری، اسلحہ کو ناکارہ کرنا، انتہائی حکمت اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔ اس سے امت مسلمہ کو بڑے نقصانات سے بچانے اور خونریزی کو کم سے کم کرنے کی راہ دکھائی گئی ہے۔ ایسی جامع اور پر حکمت تعلیمات نبیؐ ہی دے سکتا ہے۔ مختلف حالات یعنی مال و اسباب کا ہونا یا نہ ہونا، مجبوری کی حالت کے لیے الگ الگ رہنمائی فرمانا، آپ ﷺ کے انسانی نفسیات کے گہرے ادراک پر دلالت کرتا ہے۔ اپنی امت کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرنا اور ان سے بچنے کے طریقے بتانا، آپ ﷺ کی کمال شفقت اور خیر خواہی کا مظہر ہے اور ایک سچے نبیؐ کی صفات میں سے ہے۔ آپ ﷺ نے دین کو مکمل طور پر پہنچا دیا اور کوئی ضروری ہدایت امت سے پوشیدہ نہیں رکھی، یہ بھی نبوت کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے۔ یہ حدیث مبارکہ نہ صرف مسلمانوں کے لیے فتنوں کے دور میں ایک واضح لائحہ عمل فراہم کرتی ہے بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کی رسالت اور تعلیمات کی صداقت پر بھی ایک روشن دلیل ہے۔[16]

ii. حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک کہ ہر قبیلے کے حکمران یا سردار اس کے منافقین نہ بن جائیں۔[17]

☆ یہ حدیث سرورِ کائنات ﷺ کی نبوت کے اہم خصائص کو اجاگر کرتی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسے دور کی خبر دی جب معاشرتی قیادت کا معیار انتہائی پست ہو جائے گا اور ہر طبقے یا گروہ (قبیلے) کی سربراہی منافق لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گی، اس قسم کی قطعی پیشین گوئی وحی الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ رحمت عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مستقبل میں معاشروں کی اخلاقی و سیاسی حالت اور قیادت کے معیار میں آنے والی گراوٹ کی خبر وحی کے ذریعے عطا فرمائی، جو نبوت کی ایک خاص شان ہے۔ آپ ﷺ نے امت کو قیامت سے پہلے ظاہر ہونے والے ایک بڑے معاشرتی فتنے اور بگاڑ سے خبردار فرمایا، تاکہ اہل ایمان ایسے حالات میں اپنے دین و اخلاق کی حفاظت کے لیے کوشاں رہیں اور منافق صفت قیادت سے ہوشیار رہیں۔ یہ حدیث مبارکہ انتہائی مختصر ہے لیکن اپنے اندر معاشرتی انحطاط، قیادت کے

بحران اور قیامت کی ایک اہم علامت کا وسیع مفہوم سموئے ہوئے ہے، جو آپ ﷺ کے "جوامع الکلم" ہونے کی ایک بہترین مثال ہے۔ منافقت کے پھیلاؤ اور اس کے نتیجے میں معاشرتی قیادت پر مرتب ہونے والے منفی اثرات کا بیان، آپ ﷺ کے انسانی نفسیات اور معاشرتی تغیرات کے گہرے فہم و ادراک کو ظاہر کرتا ہے۔ اس پیشین گوئی میں بالواسطہ طور پر معاشرے کی اصلاح کی فکر اور ایسے ناپسندیدہ حالات سے بچنے کے لیے کردار سازی کی اہمیت کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔[18]

iii. حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں وہ نہ نیکی کا حکم دیں گے اور نہ برائی سے روکیں گے۔[19]

☆ یہ حدیث آپ ﷺ کے اخبار غیب میں سے ایک ہے، جو قیامت کے قریب امت مسلمہ کی عمومی حالت کی نشان دہی کرتی ہے۔ اس میں ایک خطرناک سماجی زوال کی طرف اشارہ ہے کہ لوگ دین سے بے پرواہ ہو جائیں گے۔ وہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) جیسی بنیادی دینی ذمہ داریوں کو ترک کر دیں گے۔ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اسلام کا بنیادی اصول ہے، جس کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے: "كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔"[20] (تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔) جب یہ فریضہ ترک کر دیا جاتا ہے تو سماجی بگاڑ، ظلم اور گناہ عام ہو جاتے ہیں۔ جب لوگ برائی دیکھ کر خاموش ہو جاتے ہیں، تو گناہ کرنے والوں کو مزید جرات ملتی ہے۔ معاشرہ اخلاقی زوال کا شکار ہو جاتا ہے اور عدل و انصاف ختم ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل میں برا سمجھے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔"[21]

iv. حضرت ابو بکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ، وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ، وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ، وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ" (قرآن سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ، اور فرائض (یعنی علم میراث) سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔) قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دو آدمی کسی فریضہ یعنی میراث کے کسی حصے یا مسئلے کے بارے میں آپس میں جھگڑا کریں گے تو انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو ان کے درمیان شریعت کے مطابق صحیح فیصلہ کر سکے۔ (یہ حدیث حضرت ابو بکرہؓ سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔)[22]

☆ اس روایت سے آپ ﷺ کی نبوت کے خصائص اور سیرت طیبہ کے درج ذیل پہلو سامنے آتے ہیں: آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "قریب ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ دو آدمی کسی فریضہ (میراث) کے بارے میں جھگڑا کریں گے تو انہیں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جو ان کے درمیان فیصلہ کر سکے۔" یہ مستقبل کی واضح خبر ہے جو اخبار غیب کے قبیل سے ہے۔ یہ عام انسانی قیاس یا تجربے سے بالاتر ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو آئندہ پیش آنے والے حالات اور امت کے احوال سے مطلع فرماتا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کی نشانیوں میں سے ہے۔ ☆ آپ ﷺ کا امت کو خاص علوم (قرآن اور فرائض/میراث) سیکھنے اور سکھانے کا حکم فرمانا (تَعَلَّموا،،،، وَعَلّموا) آپ ﷺ کے تشریعی اور تعلیمی اختیار کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ ﷺ اللہ کے نبی کی حیثیت سے امت کے لیے دینی اور علمی ترجیحات متعین فرما رہے ہیں کہ کن علوم کا حاصل کرنا اور پھیلانا ضروری ہے۔ یہ پیش گوئی صرف مستقبل کی خبر نہیں بلکہ اس میں امت کے لیے گہری فکر اور شفقت کا پہلو بھی پنہاں ہے۔ آپ ﷺ نے آنے والے خطرے (علم میراث کے

زوال اور اس سے پیدا ہونے والے تنازعات) سے امت کو پہلے ہی آگاہ فرمادیا، تاکہ وہ اس علم کی حفاظت کا اہتمام کریں اور اس فتنے سے بچ سکیں۔[23]

3۔اخبار الغیب کی اقسام

حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی روایات میں اخبار غیب کی تینوں اقسام؛ماضی، حال اور مستقبل کے واقعات کی پیش گوئیاں موجود ہیں:

ماضی: پچھلی قوموں کے انجام اور عبرت انگیز واقعات

حال: منافقین، سازشیں اور جنگ جمل و صفین جیسے معاصر فتنے

مستقبل: قیامت کی نشانیاں، خلافت کا زوال، عورتوں کی حکمرانی وغیرہ،

1۔ مستقبل کی پیش گوئیاں

اخبار غیب کی اس قسم سے متعلق حضرت ابو بکرہؓ کی روایات درج ذیل ہیں:

i. حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ زیریں علاقے کی زمین میں اتریں گے جسے بصرہ کہتے ہوں گے جو دریائے دجلہ کے کنارے آباد ہو گا اور اس پر ایک پل ہو گا۔ اس کی آبادی بہت زیادہ ہو گی اور یہ مہاجروں کا شہر ہو گا۔ یہ مسلمانوں کا شہر ہو گا' پس جب آخری زمانہ ہو گا تو بنو قنطورا (ترک 'یہ ان کے جد اعلیٰ کا نام ہے) آئیں گے 'ان کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی حتیٰ کہ وہ اس دریا کے کنارے اتریں گے تو اس شہر کے لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے: ایک جماعت بیلوں کی دمیں پکڑ لے گی اور جنگلوں میں نکل جائے گی اور اس طرح وہ ہلاک ہوں گے ۔ دوسری جماعت اپنے لئے امان طلب کرے گی اور وہ کافر ہو جائیں گے اور تیسری جماعت وہ ہو گی جو اپنی اولاد (کی پروانہ کرتے ہوئے انہیں) اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ کر ان کے ساتھ قتال کرے گی اور یہی لوگ عظیم شہداء ہوں گے ۔"[24]

☆ رسول اللہ ﷺ نے اسلامی تاریخ میں پیش آنے والے اہم واقعات کو کئی صدیاں پہلے بیان کر دیا تھا، جو کہ آپؐ کے معجزات میں سے ہے اور بعد میں تاریخ نے اس کی تصدیق کی۔ سید المرسلین ﷺ نے امت مسلمہ کو ان آزمائشوں کے بارے میں آگاہ کیا جو انہیں مستقبل میں پیش آئیں گی۔ یہ حدیث مسلمانوں کو خبر دار کرتی ہے کہ ان حالات میں ایمان پر ثابت قدم رہنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ آپ ﷺ نے ایک ایسے شہر (بصرہ) کے بارے میں خبر دی جو آپؐ کے زمانے میں موجود نہ تھا۔ بصرہ کو حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں 14 ہجری میں فتح کیا گیا، اور بعد میں یہ اسلامی تہذیب کا ایک بڑا مرکز بنا۔ دریائے دجلہ پر پل بننے کا ذکر بھی ایک اہم پیشگوئی ہے، جو بعد میں مکمل ہوئی۔ بنی قنطوراء کی پیشگوئی اور تاریخ: بنی قنطوراء سے مراد ترک یا مغول اقوام لی جاتی ہیں، جو چینی، منگول یا تاتاری نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ 656 ہجری میں چنگیز خان اور ہلاکو خان کے حملوں کے نتیجے میں بغداد اور بصرہ تباہ ہوئے اور مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ یہ حدیث انہی حملوں کی طرف اشارہ کرتی ہے، جن میں مسلمانوں کی بڑی تعداد شہید ہوئی۔ یہ حدیث دجلہ کے کنارے ہونے والی ایک بڑی جنگ کی خبر دیتی ہے۔ اسلامی تاریخ میں مختلف ادوار میں ترک اور مغول افواج کے خلاف ایسی جنگیں لڑی گئیں، اور آخر کار مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔[25]

ii. حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ ایران "خسرو پرویز" کو خط لکھا، تو

کسریٰ نے یمن میں اپنے گورنر "باذان (باذام)" کو حکم دیا کہ: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے علاقے میں ایک شخص نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔ تم اسے کہو کہ وہ اس سے باز آجائے، ورنہ میں اس کے خلاف لشکر بھیجوں گا، جو اسے اور اس کی قوم کو ختم کر دے گا۔ چنانچہ باذان نے اپنے قاصدوں کو نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور ان کا پیغام پہنچایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو میں اسے روک دیتا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے قاصد سے فرمایا: تم واپس جاؤ اور باذان کو خبر دو کہ آج اللہ نے تمہارے بادشاہ کسریٰ کو ہلاک کر دیا ہے اور آج کے بعد کوئی اور کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر روم بھی قتل کر دیا گیا ہے، آج کے بعد کوئی قیصر بھی نہیں رہے گا۔ یہ سن کر قاصد نے آپ ﷺ کا یہ فرمان لکھ لیا، اور اس دن، تاریخ اور وقت کو بھی نوٹ کر لیا۔ جب وہ یمن واپس پہنچا تو باذان کو معلوم ہوا کہ واقعۃً اسی دن کسریٰ قتل ہو چکا تھا اور قیصر بھی ختم ہو چکا تھا۔"(26)

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف عرب بلکہ دیگر طاقتور بادشاہوں کو بھی اسلام کی دعوت دی۔ یہ آپ ﷺ کی عالمی رسالت اور نبوت کی سچائی کا ثبوت ہے۔ خسرو پرویز نے تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہادی عالم ﷺ کا خط مبارک پھاڑ دیا۔ اس کا انجام وہی ہوا جو اللہ کے رسول ﷺ نے خبر دی اور اس کی سلطنت ختم ہو گئی۔ کسریٰ ایران اور قیصر روم کی ہلاکت کے متعلق خبر وحی الٰہی سے ملی، جو بعد میں سچ ثابت ہوئی۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی ایک واضح دلیل اور معجزہ تھا، جب باذان نے یہ سچائی دیکھی تو وہ اسلام لے آیا اور یمن کے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ عدل و انصاف کے طلبگار لوگ حق کو پہچان کر قبول کر لیتے ہیں۔ یہ واقعہ سرور کائنات ﷺ کی نبوت کی صداقت، اسلامی دعوت کی وسعت اور اللہ کے وعدوں کی سچائی کو نمایاں کرتا ہے۔(27)

iii. حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ: "نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں حضرت حسنؓ آ گئے، تو نبی ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید (سردار) ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا۔"(28)

یہ حدیث سرکار دوعالم ﷺ کی نبوت کی ایک نہایت واضح اور روشن دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی حضرت حسنؓ کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم لشکروں کے مابین صلح ہونے کی جو پیش گوئی فرمائی تھی، وہ حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت حسنؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو کچھ عرصے بعد انہوں نے مسلمانوں کو خانہ جنگی اور خونریزی سے بچانے کے لیے حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کر دیا اور ان سے صلح کر لی۔ یہ واقعہ اکتالیس (41) ہجری میں پیش آیا اور اس سال کو "عام الجماعۃ" (اتحاد کا سال) کہا جاتا ہے۔ یہ حدیث مبارکہ نہ صرف حضرت حسن بن علیؓ کے عظیم کردار اور ان کی قربانی کو اجاگر کرتی ہے بلکہ سرور کائنات ﷺ کی رسالت کی سچائی اور آپ ﷺ کے اخبار غیب پر مبنی پیش گوئیوں کی ایک درخشاں مثال بھی پیش کرتی ہے۔(29)

iv. حضرت ابو بکرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت کی طرز پر خلافت تیس سال تک رہے گی، پھر اللہ جسے چاہے گا بادشاہت عطا کرے گا۔ جب حضرت معاویہؓ نے یہ سنا تو فرمایا: "قَدْ رَضِينَا بِالْمُلْك" (ہم بادشاہت پر راضی ہیں۔)(30)

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے علم لدنی اور سچی پیشگوئیوں کا روشن ثبوت ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "الخِلَافَةُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ سَنَةً، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا"[31] (میری امت میں خلافت تیس سال رہے گی، پھر بادشاہت قائم ہو جائے گی۔) تاریخ گواہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور حسنؓ کی خلافت کا مجموعی دور بالکل تیس سال بنتا ہے، جو رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر قائم نظام خلافت تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جس خلافت کو "خلافة علی منهاج النبوة" فرمایا، وہی خلافت راشدہ ہے، جو عدل، شریعت کے مکمل نفاذ اور اسلامی اصولوں کی عملی تصویر تھی۔ اس دور خلافت کو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: "تَكُونُ النُّبُوَّةُ فِيكُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ، ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا، ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا عَاضًّا."[32] (تم میں نبوت رہے گی جب تک اللہ چاہے، پھر اللہ اسے اٹھالے گا، پھر خلافت نبوت کے طریقے پر ہو گی، جب تک اللہ چاہے باقی رہے گی، پھر اللہ اسے بھی اٹھالے گا، پھر بادشاہت آئے گی جو دانتوں سے چبانے والی ہو گی۔) اس کے بعد حضرت معاویہؓ کے دور سے حکمرانی کا انداز بادشاہت میں تبدیل ہوا، جیسا کہ ان کا قول بھی ہے: "ہم بادشاہت پر راضی ہیں، "إني أول الملوك" (اور میں پہلا بادشاہ ہوں۔)[33] آپ ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ خلافت کے بعد طرز حکومت بدلے گا، مگر دین کی اصل تعلیمات باقی رکھنا فرض ہے۔ یہ پیشگوئی امت کے لیے رہنمائی ہے کہ نظام خلافت مثالی ہے، اور اگر بادشاہت یا دیگر طرز حکومت آجائے تو بھی عدل وانصاف اور شریعت کی پاسداری لازم ہے۔ اصل مقصود دین کا نفاذ اور عدل کا قیام ہے، نہ کہ صرف حکومتی ڈھانچے کی ظاہری شکل۔ لہٰذا، امت ہر حال میں دین کی سربلندی، عدل اور شریعت کے نفاذ کے لیے کوشاں رہے، یہی سیرت نبوی ﷺ کا پیغام ہے۔[34]

v. حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ دینار (سونے کے سکے) لائے گئے، آپ ﷺ انہیں مٹھی میں لے کر تقسیم فرما رہے تھے اور ساتھ میں دائیں جانب دیکھ رہے تھے جیسے کسی سے مشورہ کر رہے ہوں، پھر آپ ﷺ نے انہیں تقسیم کیا۔ اسی دوران ایک سیاہ رنگ کا شخص (جس کا نام ذوالخویصرہ تھا)، جس کے بال چپکے ہوئے تھے، جس نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے، اور جس کی پیشانی پر سجدے کا نشان تھا، کہنے لگا، آپؐ نے انصاف سے تقسیم نہیں کی! یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کو سخت غصہ آیا اور فرمایا: میرے بعد تم پر کون انصاف کرے گا! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اور اس کے ساتھی دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو گا۔[35] ایک دوسری روایت میں حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایک قوم نکلے گی جو بہت سخت مزاج اور سخت دل ہوں گے اور قرآن کے ماہر زبان والے ہوں گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ جب تم انہیں پاؤ تو قتل کر دو، کیونکہ ان کا قتل کرنے والا اجر پائے گا۔[36]

یہ حدیث خوارج کے اوصاف پر آنے والی دیگر صحیح احادیث کے شواہد میں سے ہے اور اس مضمون کی کئی دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ (مسند احمد، سنن ابو داود، صحیح بخاری و مسلم میں اس مضمون کی مختلف روایات موجود ہیں۔) یہ حدیث خوارج کی نشانیوں، ان کے غلط عقائد اور ان کے انجام کے بارے میں واضح ہدایت دیتی ہے۔ دین میں میانہ روی اختیار کریں، اہل علم کی رہنمائی میں دین سمجھیں، اور ایسے فتنوں سے خود کو اور امت مسلمہ کو محفوظ رکھیں۔ اس حدیث کا تعلق صرف تاریخی خوارج سے نہیں بلکہ آج کے دور کے شدت پسند گروہوں پر بھی لاگو ہوتا ہے جو دین کے نام پر فساد برپا کرتے ہیں، جیسے: تکفیری گروہ (جو مسلمانوں کو کافر

قرار دیتے ہیں)، دہشت گرد تنظیمیں جو اسلام کے نام پر خون بہاتی ہیں، ایسے لوگ جو علماء اور امت کے اکابرین کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ایسے لوگوں کو ختم کرنے کا حکم دیا، کیونکہ یہ لوگ دین کی حقیقی روح کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

2۔اخبار غیب کی قسم "حال" سے متعلق واقعات

حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی مرویات میں عہد نبوی ﷺ کے اخبار غیب پر مشتمل واقعات درج ذیل ہیں:

i. حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ ایران کے لوگوں میں سے ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا، تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: بے شک میرے رب یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے رب یعنی تیرے آقا / بادشاہ (کسریٰ ایران) کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا جانشین / حکمران بنا لیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً" (وہ قوم ہر گز کامیابی و خوشحالی نہیں پائے گی جو ایک عورت کو اپنا حکمران (ملکہ / سربراہ مملکت) بنالے گی۔)(37)

یہ روایت سید المرسلین ﷺ کی نبوت کے متعدد اہم خصائص کو واضح کرتی ہے: دور دراز اور پوشیدہ واقعات کی خبر دینا جیسے کسریٰ ایران کے قتل کی خبر، آپ ﷺ کا مدینہ میں ہوتے ہوئے ہزاروں میل دور فارس کے شہنشاہ کسریٰ پرویز کے قتل کی خبر اسی وقت یا بہت جلد دے دینا، جب کہ اس خبر کے عام ذرائع سے پہنچنے میں کئی دن یا ہفتے لگ سکتے تھے، یہ آپ ﷺ کا ایک عظیم معجزہ اور خبر غیب کی واضح دلیل ہے۔ یہ علم آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے عطا فرمایا تھا۔ آپ کا فرمانا: "میرے رب نے تیرے رب کو قتل کر دیا ہے۔" اس واقعے کو اللہ کی قدرت اور فیصلے کی طرف منسوب کرتا ہے۔ تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ کسریٰ پرویز کو اسی رات اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کیا تھا جس رات آپ ﷺ نے اس کی خبر دی تھی، اور یہ واقعہ کسریٰ کے آپ ﷺ کا نامہ مبارک پھاڑنے اور آپ ﷺ کی دعا کے بعد پیش آیا تھا۔ جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایرانیوں نے کسریٰ کی بیٹی (پوران دخت) کو حکمران بنالیا ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ قوم ہر گز فلاح نہیں پائے گی جو ایک عورت کو اپنا حکمران بنالے گی۔" فارس کی سلطنت، جسے ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا، ایک خاتون کی حکمرانی کے دوران ختم ہو گئی۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی سو فیصد سچ ثابت ہوئی اور یہ فرمان ایک نبوی پیش گوئی اور فیصلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ کسی قوم کی اجتماعی کامیابی یا ناکامی کا تعلق اس کی قیادت کی ساخت سے جوڑتا ہے۔ یہ آپ ﷺ کی اس بصیرت کو ظاہر کرتا ہے جو وحی الٰہی یا الہام ربانی پر مبنی تھی، اس روایت میں آپ ﷺ کی نبوت کے کئی اہم پہلو جمع ہیں: غیب کی خبریں دینا، مستقبل کے بارے میں پیش گوئی اور فیصلہ صادر فرمانا، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کی خصوصی مدد و نصرت کا ظاہر ہونا۔ یہ سب آپ ﷺ کی صداقت اور اللہ کے رسول ہونے کے ثبوت ہیں۔(38)

ii. حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک ایسی حدیث سے نفع پہنچایا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، جب کہ قریب تھا کہ میں اصحاب جمل (حضرت عائشہ، طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کے ساتھیوں) سے جاملوں اور ان کے ساتھ مل کر (حضرت علیؓ کے خلاف) لڑائی کروں۔ (وہ بات یہ تھی کہ) جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ (حکمران) بنالیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قوم ہر گز فلاح نہیں پائے گی جو اپنا حکمران (سربراہ

مملکت) کسی عورت کو بنالے۔(39) ایک دوسری روایت میں حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا: آپؓ کو جنگ جمل کے دن اپنی بصیرت کے مطابق قتال کرنے سے کس چیز نے روکا؟ انہوں نے جواب دیا کہ: میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ: عنقریب ایک ہلاک ہونے والی قوم نکلے گی جو فلاح نہیں پائے گی، ان کی قائد ایک عورت ہو گی، جبکہ ان کا قائد جنت میں ہو گا۔(40)

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی ایک عظیم دلیل اور آپ ﷺ کے علم غیب پر مبنی پیشگوئیوں میں سے ایک ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل نکات سے ہوتی ہے: یہ حدیث جنگ جمل، جو آپ ﷺ کے وصال کے تقریباً 25 سال بعد 36 ہجری میں پیش آئی، کے بارے میں ایک واضح پیشگوئی ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ایک گروہ نکلے گا جس کی قیادت ایک خاتون کریں گی اور وہ گروہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا۔ تاریخ نے حرف بہ حرف اس پیشگوئی کو سچ ثابت کیا۔ ☆ اس گروہ کے افراد کے ایماندار اور جنتی ہونے کی طرف اشارہ کرنا۔ یہ تمام امور ثابت کرتے ہیں کہ رحمت عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علم عطا کیا گیا تھا جو عام انسانوں کے حیطہ ادراک سے باہر ہے، اور آپ ﷺ کی ہر بات وحی الٰہی پر مبنی تھی۔(41)

iii. حضرت ابو بکرہؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد میں آیا تو رسول اللہ ﷺ رکوع میں تھے۔ آپؓ نے صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع کر لیا، پھر رکوع کی حالت میں ہی چل کر صف میں شامل ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز مکمل کر چکے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تم میں سے وہ کون ہے جس نے صف سے پیچھے رکوع کیا اور پھر چل کر صف میں شامل ہوا؟ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: وہ میں تھا، تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تمہاری دینی حرص زیادہ کرے، لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔(42)

یہ حدیث ہادی عالم ﷺ کے ان خصائص اور معجزات پر روشنی ڈالتی ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نماز کی حالت میں اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھ سکتے تھے جس طرح سامنے دیکھتے تھے۔ سب سے قوی اور واضح توجیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے آپ ﷺ کو اس واقعے کی اطلاع دی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو دوران نماز بھی وحی آسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں ان امور سے آگاہ فرما دیتے ہیں جن کا تعلق دین کی تعلیم وتربیت سے ہو۔ حضرت ابو بکرہؓ کا عمل چونکہ جماعت کی فضیلت اور رکعت پانے کی شدید حرص پر مبنی تھا، اس لئے آپ ﷺ نے ان کی اس حرص کو سراہا، لیکن آئندہ اس طریقے سے منع فرمایا تاکہ نماز کے آداب اور صف بندی کا اہتمام برقرار رہے۔ کثیر صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ کو یہ معجزانہ صلاحیت عطا کی گئی تھی کہ آپؐ نماز میں اپنے پیچھے بھی مقتدیوں کو اسی طرح دیکھ سکتے تھے جس طرح سامنے دیکھتے تھے۔ یہ آپؐ کے خصائص میں سے ہے اور عام انسانی بصارت سے ماوراء ایک امر ہے۔ اس سلسلے میں امام بخاری و مسلمؒ کی روایت کردہ احادیث درج ذیل ہیں:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔"(43)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، پس مجھ سے پہلے رکوع، سجدہ، قیام اور سلام نہ پھیرا کرو، کیونکہ میں تمہیں اپنے آگے سے بھی اور اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔" (44)

iv. حضرت ابو بکرہؓ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا، ایک اور شخص آپ ﷺ کے بائیں جانب تھا۔ ہم چلتے ہوئے دو قبروں کے پاس پہنچے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دونوں عذاب میں مبتلا ہیں، اور یہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب میں نہیں ہیں، (بلکہ لوگوں کی نظر میں یہ معمولی لگنے والے گناہ تھے)، حالانکہ حقیقت میں یہ بڑے گناہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون میرے پاس ایک کھجور کی ٹہنی لائے گا؟ ہم سب دوڑ پڑے، اور میں (ابو بکرہؓ) سب سے پہلے پہنچا اور کھجور کی ایک ٹہنی لے آیا۔ آپ ﷺ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کیا اور ایک حصہ ایک قبر پر اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا۔ پھر فرمایا: جب تک یہ تر و تازہ رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی۔ یہ دونوں افراد زیادہ تر پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے اور غیبت کرنے کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہیں۔ (45)

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیب کے امور پر اطلاع عطا فرمائی تھی، جیسا کہ آپ ﷺ نے قبر کے عذاب کو محسوس فرمایا اور اس کے اسباب بھی بتائے۔ یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے اور اللہ کی عطا کردہ بصیرت کی دلیل ہے۔ یہ حدیث ہادی عالم ﷺ کے معجزانہ علم، قبر کے عذاب کی حقیقت، طہارت اور چغلی کی سنگینی کو واضح کرتی ہے۔ (46)

v. حضرت ابو بکرہؓ روایت کرتے ہیں کہ: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو سلمہؓ کے پاس حاضر ہوا، جب وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں تھے، یعنی حالت نزع میں تھے۔ ان کی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ چکی تھیں (یعنی روح پرواز کر چکی تھی یا قریب تھی)، تو نبی کریم ﷺ ان کے قریب جھکے اور شفقت سے ان کی آنکھیں بند فرمادیں۔ جب یہ منظر اہل خانہ نے دیکھا تو وہ غم سے نڈھال ہو کر بلند آواز سے رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تسلی دی اور نرمی سے ان کے دلوں کو سنبھالا، پھر ارشاد فرمایا: جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے، اسی لیے آنکھیں کھلی یا اوپر کو چلی جاتی ہیں اور یاد رکھو، میت کے پاس فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ گھر والے جو کچھ بھی زبان سے کہتے ہیں، فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ پس تم خیر اور بھلائی کی بات کیا کرو۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو سلمہؓ کے لیے یہ دعا فرمائی: اے اللہ! ابو سلمہؓ کو ہدایت یافتہ لوگوں میں بلند مقام عطا فرما، اور ان کے بعد ان کے اہل و عیال کا تو خود نگہبان اور کفیل بن جا۔ اے تمام جہانوں کے پروردگار! ہماری بھی مغفرت فرما اور ان کی بھی بخشش فرما۔" (47)

اس روایت میں حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت آپ ﷺ کی موجودگی اور افعال و اقوال سے نبوت کے درج ذیل خصائص و پہلو سامنے آتے ہیں: آپ ﷺ کا یہ بیان فرمانا کہ: بیشک جب روح نکلتی ہے تو نگاہ اس کا پیچھا کرتی ہے۔ یہ روح کے نکلنے اور انسانی نگاہ کے اس پر ردعمل کے درمیان تعلق کے بارے میں علم ہے جو عام انسانی مشاہدے یا علم سے ماوراء ہے اور وحی الٰہی پر مبنی ہے۔ آپ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ: "بیشک فرشتے میت کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور میت کے گھر والے جو کچھ کہتے ہیں اس پر آمین کہتے ہیں۔ فرشتوں کی موجودگی اور ان کا کسی خاص موقع پر کیا عمل ہوتا ہے، یہ جاننا، غیب کا علم ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی کے ذریعے عطا کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ کا خود میت کی آنکھیں بند کرنا اور اہل خانہ کو تسلی دینا اگرچہ اعلیٰ انسانی اخلاق کا مظہر ہے، لیکن آپ ﷺ کا یہ عمل امت کے لیے ایک سنت اور طریقہ مقرر کرنا تھا، جو آپ ﷺ کی تشریعی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ

ﷺ کا اس موقع پر حضرت ابو سلمہؓ کے لیے خاص الفاظ میں دعا کرنا (درجات کی بلندی، پسماندگان کی نگہبانی، اپنی اور ان کی مغفرت) صرف ایک ذاتی دعا نہیں تھی بلکہ امت کو یہ تعلیم دینا تھا کہ ایسے موقع پر کیا دعا مانگنی چاہیے۔ یہ آپ ﷺ کے معلم امت ہونے کا پہلو ہے۔ آپؐ کا دعا میں (وَاغْفِرْ لَنَا) "ہماری مغفرت فرما" کہنا آپؐ کے اپنی امت کے لیے وسیلہ اور شفیع ہونے کے پہلو کو بھی اجاگر کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس واقعے میں آپ ﷺ کا عالم غیب کی خبریں دینا، امت کے لیے آداب اور دعائیں مقرر فرمانا، اور اللہ کے حضور خاص استجابت کے ساتھ دعا کرنا، یہ سب آپ ﷺ کی نبوت کے خصائص میں سے ہیں۔ (48)

vi. حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا یہ پیغام موجود لوگ غیر موجود لوگوں کو پہنچا دیں کیونکہ بہت سے پہنچانے والے اس پیغام کو اس تک پہنچائیں گے جو اس کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہوگا. چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (49)

رحمت عالم ﷺ نے اس بات کی پیشگوئی فرمائی کہ آپؐ کے بعد بھی آپؐ کی تعلیمات جاری و ساری رہیں گی۔ یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور آپؐ کی امت نے دین کو سینہ بہ سینہ آگے منتقل کیا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات صرف کسی خاص وقت یا مخصوص افراد کے لیے نہیں تھیں، بلکہ یہ ایک عالمی اور ابدی پیغام تھا، جو نسل در نسل منتقل ہونا تھا۔ اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات میں دور اندیشی اور حکمت کا عنصر شامل تھا۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ شاید بعد میں آنے والے لوگ دین کو اور بھی بہتر انداز میں سمجھیں گے۔ یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ اسلام میں حدیث کی روایت کا سلسلہ محض ایک عمل نہیں بلکہ ایک الہامی حکمت پر مبنی ہے، جسے آپ ﷺ نے خود متعین کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ، تابعین اور بعد کے علمائے حدیث نے حدیث کو انتہائی احتیاط کے ساتھ جمع اور محفوظ کیا۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ علم عطا کیا گیا تھا کہ آپؐ کی امت آپؐ کے بعد بھی آپؐ کی تعلیمات کو محفوظ رکھے گی۔ یہ ایک نبویؐ معجزہ بھی ہے کہ آج چودہ سو سال گذرنے کے بعد بھی آپ ﷺ کی حدیث اور سنت اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے اور قیامت تک باقی رہے گی۔ (50)

روایات کی صحت، تواتر اور فقہی مصادر میں مقام: یہاں ذکر کردہ اکثر روایات صحاح ستہ اور دیگر معتبر کتب حدیث جیسے مسند البزار، التاریخ الکبیر، مسند احمد، المعجم الکبیر، المعجم الاوسط اور دیگر میں مستند سندوں کے ساتھ موجود ہیں، جو ان کی صحت پر دلالت کرتا ہے۔ مضمون میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ بعض روایات، جیسے علم میراث کے متعلق حدیث، حضرت ابو بکرہؓ سے منفرد سند کے ساتھ مروی ہے۔

مبحث سوم: روایات کا تجزیاتی مطالعہ اور نبوی خصائص

1۔ فتنوں، سلطنتوں کی تبدیلی اور امت کی اخلاقی گراوٹ کی پیش گوئیاں

حضرت ابو بکرہؓ کی روایات رحمت عالم ﷺ کے فتنہ شناسی کے معجزاتی علم کا مظہر ہیں:

- فتنے: ہادی عالم ﷺ نے فتنوں کے دور میں کنارہ کشی، غیر جانبداری اور اسلحہ کو ناکارہ کرنے جیسی حکمت بھری ہدایات دیں۔
- سلطنتوں کی تبدیلی: آپ ﷺ نے کسریٰ ایران اور قیصر روم کی سلطنتوں کے خاتمے کی پیش گوئی فرمائی جو حرف بہ حرف پوری ہوئی۔ آپ ﷺ نے یہ بھی خبر دی کہ ایرانیوں کا ایک عورت (پوران دخت) کو حکمران بنانا ان کی ناکامی کا سبب بنے گا، اور یہ پیش گوئی بھی سچ ثابت ہوئی۔

- اخلاقی گراوٹ: آپ ﷺ نے خبر دی کہ ایک وقت آئے گا جب قیادت منافقوں کے ہاتھ میں ہو گی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو ترک کر دیا جائے گا، اور علمِ میراث جیسے اہم دینی علم کو ضائع کر دیا جائے گا۔

2۔ خصائص النبوۃ کی روشنی میں اخبار غیب

ان روایات سے نبوت کے درج ذیل اہم خصائص ثابت ہوتے ہیں:

- **صداقت نبوت:** حضرت ابو بکرہؓ کی روایات میں بیان کردہ پیش گوئیوں کا من و عن پورا ہونا، جیسے بصرہ کا آباد ہونا، جنگِ جمل کا واقعہ، حضرت حسنؓ کی صلح، اور خلافت راشدہ کا دورانیہ، آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی پر واضح دلیل ہے۔
- **معجزات:** ہزاروں میل دور کسریٰ کے قتل کی بروقت خبر دینا ایک عظیم معجزہ تھا۔ نماز کی حالت میں پیچھے دیکھنے کی صلاحیت آپ ﷺ کا معجزہ اور خاصہ ہے۔ قبر میں عذاب کو محسوس کرنا اور اس کے اسباب بتانا، اللہ کی عطا کردہ بصیرت اور معجزہ ہے۔
- **وحی الٰہی:** ان تمام غیبی خبروں کا منبع وحی الٰہی تھا۔ آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ: "میرے رب نے تیرے رب کو قتل کر دیا۔" اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ علم اللہ کی طرف سے تھا۔

3۔ روایات کے معاشرتی، سیاسی اور روحانی مضمرات اور امت کیلئے رہنمائی

- سیاسی رہنمائی: فتنوں کے دور میں غیر جانبداری اختیار کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ امت کو بڑے نقصانات اور خونریزی سے بچایا جا سکے۔ خلافت کے بعد بادشاہت آنے کی خبر دے کر امت کو نظام حکومت کی تبدیلی کے لیے ذہنی طور پر تیار کیا گیا۔
- معاشرتی رہنمائی: امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ترک پر وعید سنا کر اس فریضے کی اہمیت اجاگر کی گئی۔ قیادت کے بگڑنے کی خبر دے کر اہل ایمان کو منافق صفت قیادت سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی گئی۔
- روحانی رہنمائی: یہ روایات ایمان بالغیب کو مضبوط کرتی ہیں اور امت کو آنے والے چیلنجز کے لیے تیار کرتے ہوئے ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتی ہیں۔

مبحث چہارم: روایات کا تقابلی مطالعہ اور معاصر مطابقت

1. دیگر صحابہ کرامؓ کی روایات سے تقابل

حضرت ابو بکرہؓ کی کئی روایات موضوعاتی طور پر حضرت حذیفہ بن یمانؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ، اور حضرت ابو ہریرہؓ کی روایات سے ملتی ہیں۔ فتنوں، قیادت اور عورتوں کے سیاسی کردار جیسے موضوعات پر ان کا نکتۂ نظر قدرے واضح، عملی اور روایت پر مبنی ہے۔ آپؓ اس باب میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

2۔ اسلامی اسکیٹالوجی اور فتنوں کے ادوار میں روایات کی تفہیم

آپؓ کی روایات اسلامی اسکیٹالوجی (علم الآخرۃ والفتن) کا ایک اہم حصہ ہیں۔ خاص طور پر، آخری دور کے فتنوں، بدترین حکمرانی، قیادت کے معیار میں بگاڑ والی روایات، ان کا مقصد امت کو مستقبل کے خطرات سے آگاہ کرنا اور ان سے بچنے کے طریقے بتانا ہے۔ یہ پیش گوئیاں مسلمانوں کو خبردار کرتی ہیں کہ مشکل حالات میں ایمان پر ثابت قدم رہنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

3۔ معاصر دور میں روایات کی افادیت

عصر حاضر میں سیاسی بے یقینی، غیر جانبداری، خونریزی سے اجتناب، ایمان و اخلاق کی حفاظت اور فتنوں کے غلبے میں یہ روایات ایک روشن چراغ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان نسل کو فتنوں سے اجتناب، راہنمائی کے انتخاب اور اجتماعی بصیرت میں مدد دیتی ہیں۔ قیادت کے بحران اور معاشرتی انحطاط سے متعلق پیش گوئیاں آج کے دور میں امت کو اپنی اصلاح اور کردار سازی کی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ ان روایات کو جدید فکری میدان میں پیش گوئی کی سچائی اور نبوی بصیرت کی بقاء کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔ حضرت ابو بکرہؓ کی روایات اخبار الغیب ایک طرف آپ ﷺ کی سچائی، وحی الٰہی کی صداقت اور امت کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہیں، اور دوسری طرف یہ روایات تاریخ، فقہ، سیاسی فکر، اور عقائد کے میدان میں گہرے اثرات رکھتی ہیں۔ ان کی انفرادیت ان کے محتاط موقف، مستند روایت اور فتنوں کے ادراک میں مضمر ہے۔

خلاصۂ بحث

حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی مرویات کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ اس امر کی واضح دلیل ہے کہ رحمت عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے غیب کے وہ علوم عطا فرمائے تھے جو انسانی حواس اور تجربات کی حدود سے ماوراء ہیں۔ آپ ﷺ نے مستقبل کے فتنوں، سیاسی و معاشرتی تغیرات، عالمی سلطنتوں کے زوال، اسلامی ریاستوں کے عروج و زوال اور امت کے باہمی حالات کی جو پیشگوئیاں فرمائیں، وہ تاریخ میں حرف بہ حرف پوری ہوئیں۔ حضرت ابو بکرہؓ ان خوش نصیب صحابہ میں شامل ہیں جنہوں نے اخبار غیب کے سلسلے میں نہایت اہم اور کثیر احادیث روایت کیں۔ ان روایات سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں: ہادی عالم ﷺ کی پیشگوئیوں کا وقوع پذیر ہونا آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کے سچا ہونے پر ایک ناقابلِ تردید دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے فتنوں کے دور میں امت کو عافیت و تحفظ کا عملی لائحہ عمل دیا؛ جیسے غیر جانبداری اختیار کرنا، اسلحہ ناکارہ کر دینا، اور ایمان و اخلاق کی حفاظت پر زور دینا۔ کسریٰ و قیصر کے زوال، بصرہ کی آبادکاری، ترک و مغول اقوام کے حملوں اور خلافت راشدہ کے بعد بادشاہت کے قیام جیسی پیشگوئیاں اس امر پر شاہد ہیں کہ آپ ﷺ کو اللہ کی طرف سے عالمگیر بصیرت عطا کی گئی تھی۔ امت کو متنبہ فرمایا گیا کہ ایسا وقت بھی آئے گا جب امر بالمعروف و نہی عن المنکر ترک کر دیا جائے گا، قیادت منافقین کے ہاتھ میں آ جائے گی، اور میراث جیسے اہم دینی علوم ضائع ہو جائیں گے۔ یہ تنبیہات امت کے لیے ہمیشہ کی اصلاحی رہنمائی ہیں۔ قبر کے عذاب کی کیفیت بتانا، میت کے پاس فرشتوں کی موجودگی کا ذکر، نماز میں پیچھے دیکھنے کی معجزانہ صلاحیت اور امت کے لیے دعاؤں کی تعلیم، یہ آپ ﷺ کے خصائص نبوت میں شامل ہیں۔ قرآن و فرائض (علم میراث) کے سیکھنے اور سکھانے پر زور دینا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف مستقبل کے فتنوں سے آگاہ کیا بلکہ ان سے بچاؤ کے لیے علمی و عملی تیاری کا حکم بھی فرمایا۔ مختصر یہ کہ حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی روایات میں سرور کائنات ﷺ کی پیشگوئیاں محض خبر نہیں بلکہ امت کے لیے ایک جامع ہدایت نامہ ہیں، جن میں روحانی بصیرت، سیاسی شعور، سماجی اصلاح، اور دینی بقاء کے پہلو یکجا ہیں۔ یہ روایات اس حقیقت کو مزید مبرہن کرتی ہیں کہ آپ ﷺ کی نبوت صرف ماضی یا حال تک محدود نہ تھی بلکہ مستقبل کی رہنمائی تک پھیلی ہوئی تھی، اور سرور کونین ﷺ کی تعلیمات قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے روشنی اور ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔

حضرت ابو بکرہ ثقفیؓ کی روایات اخبار غیب کا گراف

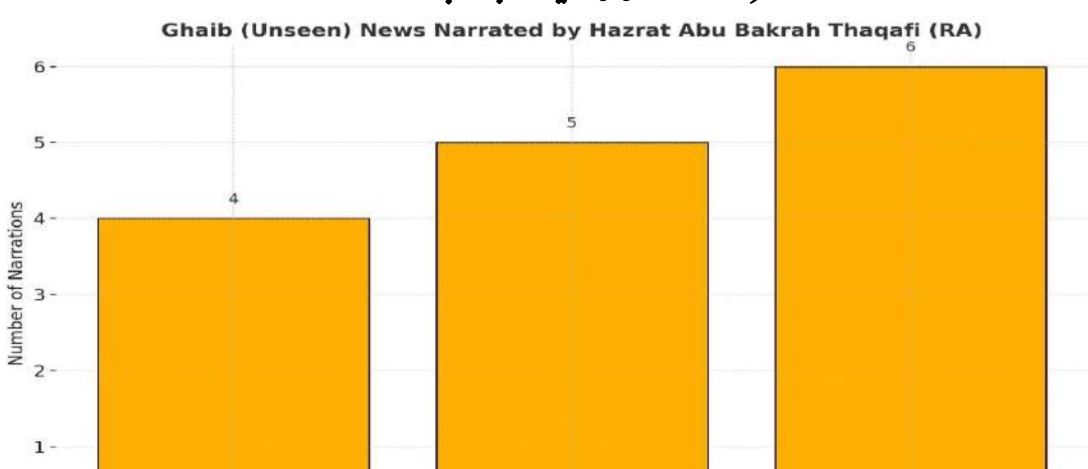

References

1Khalīfa ibn Khayyāṭ, Abū 'Amr, *Al-Ṭabaqāt* (Beirut: Dār al-Fikr, 1414AH), 106
2-Ibn Qutayba, 'Abd Allāh ibn Muslim, *Al-Ma'ārif* (Cairo: Al-Hay'a al-Miṣriyya, 1992)1:288
-Ibn Sa'd, Muḥammad, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1410 AH), 9:15
4-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā'īl, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ* (Beirut: Dār al-Kutub al-'Ilmiyya, 1404AH), Kitāb al-Maghāzī, Bāb Ghazwat Ṭā'if, ḥadīth no. .4326
5-Ibn 'Asākir, 'Alī ibn al-Ḥasan, *Tārīkh Madīnat Dimashq* (Beirut: Dār al-Fikr, 1415 AH), 62:210
6Muḥammad Ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā,* 9:15
7-Abd Allāh ibn Muslim Ibn Qutayba, *Al-Ma'ārif,* 1:288
8-Muḥammad ibn Ismā'īl Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, ḥadīth no. .6767
9-Muḥammad Ibn Sa'd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, 9:15
10-Alī ibn al-Ḥasan Ibn 'Asākir, *Tārīkh Madīnat Dimashq*, 62:211
11- *Al-Baqarah* 2:3
12-Ṭanṭāwī, 'Alī ibn Muṣṭafā, *Ta'rīf 'Āmm bi-Dīn al-Islām* (Jeddah: Dār al-Manāra lil-Nashr wa al-Tawzī', 1409 AH), 139.
13- *Al-jinn* 72:27-26
14-Ṭanṭāwī, *Ta'rīf 'Āmm bi-Dīn al-Islām*), 139.
15-Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar min al-Sunan bi-Naql al-'Adl 'an al-'Adl 'an Rasūl Allāh* (Beirut: Dār Iḥyā' al-Turāth al-'Arabī, 1374 AH), Kitāb al-Fitan wa Ashrāṭ al-Sā'a, Bāb Nuzūl al-Fitan ka-Mawāqi' al-Qaṭr, ḥadīth no. .2887
16-Lāshīn, *Fatḥ al-Mun'im Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār al-Shurūq, 1423AH), Kitāb al-Fitan wa Ashrāṭ al-Sā'a, Bāb Iqtirāb al-Fitan wa Fatḥ, .10:491
17-Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad, *Al-Mu'jam al-Awsaṭ* (Cairo: Dār al-Ḥaramayn, 1415 AH), .7:355
18-Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Mu'jam al-Awsaṭ*, .7:355
19- Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Mu'jam al-Awsaṭ*, .6:134 (All narrators of this tradition are trustworthy)

20- *Āl ʿImrān*, .3:110
21- Muslim ibn al-Ḥajjāj Qushayrī, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān Kawn al-Nahy ʿan al-Munkar min al-Īmān, ḥadīth no. .49
22. Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Muʿjam al-Awsaṭ*, 4:237
23. Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Muʿjam al-Awsaṭ*, 4:237
24-Ibn Arsalān, Aḥmad ibn Ḥusayn, *Sharḥ Sunan Abī Dāwūd* (Cairo: Dār al-Falāḥ, 1437AH), Kitāb al-Malāḥim, Bāb fī Dhikr al-Baṣra, .17:118
25-Aḥmad ibn Ḥusayn Ibn Arsalān, *Sharḥ Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Malāḥim, Bāb fī Dhikr al-Baṣra, .17:118
26-Haythamī, Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Abī Bakr, *Majmaʿ al-Zawāʾid wa Manbaʿ al-Fawāʾid* (Cairo: Maktabat al-Qudsī, 1414AH), .8:287
27-Nūr al-Dīn ʿAlī ibn Abī Bakr Haythamī, *Majmaʿ al-Zawāʾid wa Manbaʿ al-Fawāʾid,* .8:287
28- Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Fitan, Bāb Qawl al-Nabī li-al-Ḥasan ibn ʿAlī anna Ibnī Hādhā li-Sayyid, ḥadīth no. .7109
29- Ibn Baṭṭāl, ʿAlī ibn Khalaf, *Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1423AH), Kitāb al-Taʿbīr, Bāb Idhā Anzala Allāh bi-Qawm ʿAdhāban, .10:53
30- Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, Abū Bakr, *Dalāʾil al-Nubuwwa wa Maʿrifat Aḥwāl Ṣāḥib al-Sharīʿa* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyya, 1408AH), .6:342
31- Sijistānī, Sulaymān ibn al-Ashʿath, Abū Dāwūd, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1421AH), Kitāb al-Sunna, Bāb fī al-Khulafāʾ, ḥadīth no. .4647
32- Aḥmad ibn Ḥanbal, Imām, *Musnad Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Cairo: Muʾassasat al-Risāla, 1421AH), Musnad al-Kūfiyyīn, ḥadīth no. 18406
33- Ibn ʿAbd al-Barr, Ḥāfiẓ Yūsuf ibn ʿAbd Allāh, *Al-Istīʿāb fī Maʿrifat al-Aṣḥāb* (Beirut: Dār al-Jīl, 1412AH), 3:1420
34- Aḥmad ibn al-Ḥusayn Bayhaqī, *Dalāʾil al-Nubuwwa*, 6:342
35- Aḥmad ibn Ḥanbal, Imām, *Musnad Imām Aḥmad ibn Ḥanbal* (Cairo: Muʾassasat al-Risāla, 1421AH), Musnad al-Kūfiyyīn, ḥadīth no. 20434
36.Ibn al-Jawzī, Abū al-Faraj, ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAlī, Jāmiʿ al-Masānīd, Riyāḍ: Maktabat al-Rushd, 1426 AH, 7/257
37-Bazzār, Aḥmad ibn ʿAmr, *Musnad al-Bazzār al-Manshūr bi-Ism al-Baḥr al-Zakhkhār* (Medina: Maktabat al-ʿUlūm wa al-Ḥikam, 1988), .9:106
38-Aḥmad ibn ʿAmr Bazzār, *Musnad al-Bazzār*, .9:106
39-Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Maghāzī, Bāb Kitāb al-Nabī ilā Kisrā wa Qayṣar, ḥadīth no. .4425
40-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Al-Tārīkh al-Kabīr* (Riyadh: Al-Mutamayyiz lil-Ṭibāʿa wa al-Nashr, 1440AH), .6:205
41-Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, *Al-Tārīkh al-Kabīr*, .6:205
42- Sulaymān ibn al-Ashʿath Sijistānī, *Sunan Abī Dāwūd*, Kitāb al-Ṣalāt, Bāb al-Rajul Yarkuʿ Dūna al-Ṣaff, ḥadīth no. 684
43- Muḥammad ibn Ismāʿīl Bukhārī, *Al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Īmān wa al-Nudhūr, Bāb Kayfa Kānat Yamīn al-Nabī, ḥadīth no. 6644
44- Muslim ibn al-Ḥajjāj Qushayrī, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Ṣalāt, Bāb al-Amr bi-Taḥsīn al-Ṣalāt wa Itmāmihā wa al-Khushūʿ fīhā, ḥadīth nos. 425, 434

45- Ṭaḥāwī, Aḥmad ibn Muḥammad, Abū Ja'far, *Sharḥ Mushkil al-Āthār* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1415AH), 13:186
46- Ṭaḥāwī, Aḥmad ibn Muḥammad, Abū Ja'far, *Sharḥ Mushkil al-Āthār* (Beirut: Mu'assasat al-Risāla, 1415AH), 13:186
47- Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Mu'jam al-Awsaṭ*, 8:205
48- Sulaymān ibn Aḥmad Ṭabarānī, *Al-Mu'jam al-Awsaṭ*, 8:205
49- Muḥammad ibn Ismā'īl Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Fitan, Bāb Qawl al-Nabī lā Tarji'ū Ba'dī Kuffāran Yaḍrib Ba'ḍukum, ḥadīth no. 7078
50- Anṣārī, Zakariyyā ibn Muḥammad, *Minḥat al-Bārī bi-Sharḥ Ṣaḥīḥ al-Bukhārī al-Musammā Tuḥfat al-Bārī* (Riyadh: Maktabat al-Rushd, 1426AH), 10:153